انا مدینۃ العلم وعلی بابہا

# مدینۃ العلم



یعنی

[illegible]ل مجموعہ جو مدینہ کے رسول نمبروں کے لئے ملک کے
[illegible] تحریر فرمائے اور جن کا بیشتر حصہ مدینہ کے دو سالانہ رسول نمبروں
میں شائع ہو چکا ہے

مرتبہ

جناب مولوی محمد مجید حسن صاحب مالک اخبار مدینہ
بجنور (یو-پی)

محمد مجید حسن مالک اخبار مدینہ بجنور پرنٹر و پبلشر
مدینہ پریس بجنور میں چھاپا

بار اوّل ۱۰۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حقیقت اسلام

# دین متین کی تعلیم حقہ

# مسلمانوں کی مشکلات کا حل

(از جناب استاذی سیدی حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی دام ظلہ)

اگرچہ یہ مسلّم، بدیہی اور واقعی حقیقت ہے کہ زمانہ کا کوئی ٹکڑا چھوٹا ہو یا بڑا گذر جانے کے بعد لوٹ نہیں سکتا اور حس کے استحالہ کے لئے کسی استدلال یا تنبیہ کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ مگر زمانہ کی دورانی حرکت ہمیشہ ایسے مماثل ٹکڑے پیش کرتی رہتی ہے جن سے یہی خیال بندھ جاتا ہے کہ ہو نہ ہو یہ اجزاء موجودہ وہی گذر جانے والے اجزاء ہیں۔ اور پھر ان اجزاء کا اس عالم مشاہدہ میں انہیں سابقہ اجزاء کی کیفیتوں سے تکیف ہونا اور بھی اس خیال کو قوت دیتا ہے۔ ہر چوبیس گھنٹہ میں گذشتہ اجزاء کے مماثل صبح، شام، دوپہر، رات دن، سردی، گرمی، اندھیرے اجالے وغیرہ کا اپنے اپنے اوقات پر ہونا اسی طرح گذشتہ اجزاء کے لوٹ کر آنے کا خیال پیدا کرتا ہے جس طرح ہر ہفتہ میں دنوں کا لوٹ پھیر اور ہر سال میں موسموں کا آجانا فصول اور احوال کا چکر لگانا۔

یہی نہیں کہ وہ محض عالم شہادت اور مادی انقلابات اور جسمانی صفات کے کرشمے ہیں بلکہ اسی کے مثل یا اس سے زائد عالم روحانی کے بھی کوائف اور حالات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اگر اخیر رات کا حصہ ہمیشہ مطلع برکات رحمانی ہوتا رہتا ہے تو ہر فجر کا وقت مہبط فرشتگانِ ربانی بنا رہتا ہے۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔ اگر بوقت استواءِ آفتاب مظہر جلال و غضب بن کر جہنم کے جھونکنے اور بھڑکانے کا ذریعہ

بنا رہتا ہے تو بوقت طلوع و غروب بوسیلہ انتشار آثار شیطانیہ۔ اگر جمعہ کو رحمات الٰہی کی دھواں دھار بارش ہوتی رہتی ہے تو ہر دو شنبہ اور جمعرات کو صحائف اعمال کی پیشی۔ اگر ہر رمضان میں طرح طرح کی رحمتیں اور نعمتیں جھڑی کی طرح برستی رہتی ہیں تو ہر ذی الحجہ میں انواع و اقسام کی نوازشیں باعث فلاح و نجاح ہوتی رہتی ہیں۔

قوانین احکام تشریعیہ بھی انہی مادی اور روحانی انقلابات کے تابع ہو کر چکر لگاتے رہتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ہر فجر اور ظہر و عصر کے احکام اسی طرح نوبت بنوبت آتے رہتے ہیں جس طرح ہر جمعہ اور ہر رمضان و ذی الحجہ وغیرہ ہفتہ وار اور سالانہ ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔

احکامی دنیا میں جہاں گذشتہ اجزاء کا مماثل نمودار ہوا غلامان بارگاہ صمدیت میں وہی بے چینی پیدا ہو گئی جو پہلے اجزا میں نمودار ہو چکی ہے۔ ماہ شوال نے چہرہ ہلال نمودار کیا کہ عشاق بارگاہ جمال حقیقی میں قلق و اضطراب کا دور دورہ نمودار ہو گیا عشق کی بیتابی اور محبت کی بیقراری نے راحت و آرام سے بیگانہ بنا دیا۔ الحج اشہر معلومات کی صدا اور وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ کے روحانی اعلان نے کوچہ محبوب حقیقی یعنی بیت عتیق کے گرد اگرد افتان و خیزاں چکر لگانے (طواف کرنے) پر آمادہ کر دیا۔ دیوانہ وار، وار و دیار ...... بیوی بچوں، زیب و زینت وغیرہ اسباب تجمل و خوشبوئی کو بخشتے ہوئے ننگے سر ننگے پیر کفنی زیب بدن کئے ہوئے بلبل کی طرح بیقرارانہ نام محبوب لیتے ہوئے چیختے چلاتے جانبِ وعدہ وصال کی طرف روانہ ہو گئے۔ نہ عقل و ہوش کی پرواہ ہے نہ ناصح مدعی عقل و تہذیب کا خیال نہ عزت دنیاوی کی فکر ہے نہ سردی اور گرمی کا خوف۔ دل میں محبوب حقیقی اور اس کے کوچہ کا خیال ہے تو زبان پر اس کے نام کا دریا جاری ہے۔ وحشی جانوروں سے رشتہ مودت ہے اور آبادی و وطن سے نفرت و دوری ع پھر بہار آئی چمن میں زخم دل کھلنے لگے۔ کہیں مجنونانہ طریقہ پر دوڑ رہے ہیں تو کہیں اعتاب بارگاہ محبوبی کے بوسے لیتے ہوئے زبان حال سے یہ اشعار پکار رہے ہیں۔

امر علی الدیار دیار لیلیٰ — اقبل ذا الجدار و ذا الجدارا

میں لیلیٰ کے شہروں پر گذرتا ہوا۔ کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو

وما حب الدیار شغفن قلبی — ولکن حب من سکن الدیارا

میرے دل کو ان شہروں اور دیواروں کی محبت نے بیقرار نہیں کیا ہے۔ اس معشوق
کی محبت مجھ کو بیقرار کر رہی ہے جو ان شہروں میں رہتا تھا۔

غرضکہ ہر طریقہ پر مادّی ہو یا روحانی، تکوینی ہو یا تشریعی اور ہر مذہب و ملت ہر قوم و ملک میں
گذرنے والے اجزا زمانہ کے متماثل اجزا جب ظاہر ہوتے ہیں تو اُسی قسم کی یاد اور اُسی قسم کی خیرات
و برکات اُسی قسم کے احوال و احکام کم و بیش نمودار ہوتے ہیں جن کا انکار تقریباً آفتاب کا نصف
النہار کے وقت انکار کرنا ........ ہوگا اور یہی فلسفہ عیدوں اور تہواروں وغیرہ کے سالانہ
اور ماہوار ظہور کرنے کا ہے۔

## دریائے رحمت کا جوش

آج سے تقریباً چودہ سو برس پیشتر ماہ ربیع الاول میں دریائے رحمت خداوندی کے ایسے جوش و
خروش اور ایسے تلاطم اور تموجات کا ظہور ہوا تھا جس کی نظیر نہ زمانہ سابقہ میں پائی جاتی ہے اور نہ
آئندہ کو اُمید ہے۔ نہ صرف انسانی دنیا کی فلاح و نجات کی صورتیں اس وقت ارادہ قدیمہ نے نکالیں
بلکہ تمام عوالم کے لئے بہبودی اور ابدی زندگانی کا سامان کر دیا اس ناسوتی دنیا اور عالم شہادت میں
اپنا خاص پیارا اور مخصوص خلیفہ پیدا کیا جس کا ہر قول خبائث سے طہارت کا ذریعہ ہے اور ہر عمل
ترقی درجات اور کفارۂ سیأت کا وسیلہ اور ہر خُلق تزکیہ روحانی اور تقرب خداوندی کا کفیل اس
کے تابعین پر رضوان الٰہی کا سایہ بچھا رہتا ہے اس کے مددگاروں اور غلاموں کے لئے دونوں
جہان میں سرخروئی اور کمال برستا ہے اس کے معالجہ اور قوانین پر عمل کرنیوالوں کے لئے ہر ہر قدم
پر شفا اور سربلندی ہے۔ اس کے مخالفین اور معاندین کے لئے ہمیشہ کی ذلت اور رسوائی ہے ؎

در فیضِ محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جسکا جی چاہے

اس کے نقش قدم پر چلنے والے لاہوتی چوٹیوں سے سر ملاتے ہیں اس کے طریقہ پر فدا ہونیوالے
کروبیوں سے بیشتر بلکہ اُن کے محسود کہلاتے ہیں۔ اس آفتاب ہدایت نے کتاب اللہ کی
شعاعوں سے کفر و ضلالت کی تاریکیوں کو ملیامیٹ کر دیا اور اس بادشاہ روحانیت نے گذشتہ

اشراقیت اور جوگیت کے دفاتر کو افسون بے معنی بنا دیا تمام عالم کے لئے وہ مشعل ہدایت لاکر رکھدی جس کی تمنا مشہور و معروف اسرائیلی مقدس پیغمبر اپنے دل ہی میں لیکر گیا فاران کی چوٹیوں سے وہ روشنی ظاہر کی جس نے تمام بر اعظموں ہی کو نہیں بلکہ عوالم جن و ملک وغیرہ کو بھی روشن کر دیا اگر جملہ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ اس کا شاہد حال ہے تو جملہ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اس کی رسالت کا کاشف اسرار اگر جملہ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اس کی رسالت کی حقیقت غائبہ کو ظاہر کر رہا ہے تو جملہ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ اور فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ الآیہ اور لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا اس کی روحانی علت مادیہ و صوریہ اور اس کی رحمت مجسمہ اور شفقت محضہ ہونے کا برہان۔ یہ آفتاب ہدایت اسی مبارک مہینہ میں روحانی دنیا سے منتقل ہو کر جسمانی اور مادی دنیا میں ظاہر ہوتا ہے اور روز ہدایت وخیر کے زمانہ صبح صادق (چالیس برس) پورے کر کے افق ام القریٰ میں غار حرا سے طلوع کرتا ہے، فاران کی چوٹیوں سے طاغوتی تاریکیوں کو محو کرتا ہوا تمام جزیرۂ عرب کو اپنی قوت عزم اور نہ جھکنے والی ہمت سے مصلحان عالم کا مرکز اور معدن بنا دیتا ہے۔ ہر قسم کی روحانی بیماریوں اور جسمانی برائیوں کا عالم انسانی سے اپنے لائے ہوئے کیمیاوی نسخہ کے ذریعہ سے ازالہ کرتا ہوا متبعین کو حیات ابدی عطا کرتا ہے۔

آج اسی آفتاب ہدایت کے اس دنیائے دوں میں روشنی اور نور پھیلانے کی یاد تازہ کرنیوالا زمانہ سایہ گستر ہو رہا ہے۔ ایک جماعت اس یادگار میں موتیوں کو چھوڑ کر حباب پر ریجھ جاتی ہے اور اس مجسمۂ ہدایت و رحمت کی تشریف فرمائی کی یادگاری میں مجالس زیب و زینت سرود و روشنی وغیرہ منعقد کرتی ہوئی امم غیر اسلامیہ کی تقلیدی تاریکی اختیار کرتی ہے اور فقط اس ظاہری نمود و احتشام اور زبانی کارروائیوں کو اداء حقوق کا ذریعہ سمجھتی ہے۔ ع۔ قَوْمٌ نِیَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ (یہ لوگ سونیوالے ان کو تسلی آپ سے خواب سے ہو جاتی ہے) ارباب بصیرت اپنی خداداد قابلیت کو کام میں لاتے ہیں اور اس آفتاب ہدایت کی لائی ہوئی سچی روشنی اور حقیقی ہدایت پر پوری توجہ اور مکمل عنایت صرف کرتے ہوئے اپنی علمی اور ارادی قوتوں کو از سر نو فیضیاب اور فائدہ مند ہونے کے لئے تیار کرتے ہیں۔ احیائے سنت اور نشر علوم نبویہ کے لئے دوگنی چوگنی قوت صرف کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جو جو اور

جس طرح عالم انسانی کی خدمتیں اس حکیم روحانی اور مصلح حقیقی نے انجام دی ہیں اُن کے لئے ہر قسم کی سرگرمی کو وُہ ہر نا ضروری سمجھنے لگتے ہیں۔ غرضکہ یہ مہینہ ہمیشہ اُن کے قوائے علمیہ اور عملیہ میں وہ حرارت اور شادابی پیدا کرتا ہے جو مارچ واپریل درختوں میں، اور اساڑھ وساون کاشت کی زمینوں میں، اور فصل بہار بلبلوں کے دل ودماغ میں اور ماہ رمضان المبارک عالم علوی میں۔ چونکہ جناب سرور کائنات علیہ السلام کا مقصد اس عالم انسانی میں حکومت کا قائم کرنا۔ بادشاہت کا حاصل کرنا۔ دنیاوی رعب وداب کا پیدا کرنا۔ خزانوں کا جمع کرنا۔ دوسری قوموں اور ملکوں کو غلام بنانا۔ قوموں کی تجارت، زراعت، صنعت وحرفت پر قبضہ جمانا وغیرہ وغیرہ نہ تھا بلکہ ایسا مقدس اور برتر مقصد تھا کہ جس سے عالم انسانی اور تمام مبعوث الیہم کی دینی اور دنیاوی اصلاح ہو جائے، اُن کی روحانی اور جسمانی بیماریاں دور ہو جائیں اُن کے لئے دونوں جہان کی ترقیاں اور راحتیں بہم پہنچ جائیں، وہ ہر دو تعلقات (یعنی تعلق خلق با خالق اور تعلق خلق با خلق) میں پورے پورے مکمل بن جائیں، اُن کی ہر قسم کی کمزوریاں اور تکلیفیں دور ہو جائیں اُن کی یہ زندگانی اور مستقبل کی زندگانی (جو کہ اس دار فانی کی مفارقت کے بعد شروع ہونیوالی ہے) نہایت راحت وآرام کی ہو جائے۔ اُن کے لئے وہ کمالات روحانیہ وجسمانیہ جن کی بنا پر وہ نعمت خلافت عظمیٰ سے تکریم کیا گیا ہے حسب استعداد حاصل ہو جائیں۔

اس لئے اُس آفتاب ہدایت (علیہ السلام) نے ایسے ایسے وسائل وذرائع لوگوں کی اصلاح وتفہیم کے لئے اختیار کئے جن میں سراسر شفقت ورحمت، ہمدردی وغمخواری، حلم وتحمل، استقلال وہمت صبر واحسان وغیرہ مربیانہ اور حکیمانہ اخلاق بھرے ہوئے تھے۔

## اتباعِ رسول

وہ محض تبلیغ کے لئے نہیں پیدا ہوا تھا بلکہ ایک بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ انسان جو کہ طبعی طور پر مقلد واقع ہوا ہے اُس کو (آفتاب ہدایت علیہ السلام) اور اُس کے کارناموں کو بغور دیکھے اور اپنے آپ کو بھی اُسی کے رنگ در وپ میں بنالے۔ گویا کہ وہ ایک نمونہ ہے جس کی صورت اور سیرت پر بن جانا مالک حقیقی عز شانہٗ کی طرف سے طلب کیا جاتا ہے۔ قُل اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر

تم کو خدا کی محبت ہے تو میرے پیچھے چلو (یعنی میرے جیسے بن جاؤ) خدا تم سے محبت کرنے لگیگا اور تمہارے گناہوں کو بخش دیگا اور اللہ بہت بخشنے والا اور رحمت کرنیوالا ہے) مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ (جس نے رسول علیہ السلام کی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ اقتدا ہے) پھر یہاں تک ہی اکتفا نہیں ہے بلکہ اُس مجسمۂ رحمت وہدایت کی روح پاک اپنی تیز و تند قوتوں کے ذریعہ سے لوگوں کے قلبی اور روحانی میل کچیل، انجاست و خباثت کو اسی طرح دور کرتی تھی جس طرح مادر مہربان اپنے ننھے ننھے بچوں کے جسم اور کپڑوں سے ظاہری نجاستوں کو دور کرتی ہے۔ اگرچہ یہ جملہ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (پڑھتا ہے (وہ رسول علیہ السلام) بندگان خدا پر اُس کی آیتیں اور اُن کو خدا کی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے) قرآن شریف کے الفاظ اور اس کے معانی کی تعلیم اور احکام شرعیہ کے علل و اسباب کی تدریس پر دلالت کرتا ہے تو جملہ وَيُزَكِّيْهِمْ (اور پاک و صاف اُن کو کرتا ہے) اسی باطنی تزکیہ اور روحانی تجلیہ پر شاہد عدل ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مقاصد ہیں جن پر روشنی ڈالنا مقصود سے باہر ہے۔

سچے متبعین اور ارباب عقل و فہم پر اس خاص مہینہ کے ظہور کرتے ہوئے جو کہ نہ صرف ولادت باسعادت کا مبارک وقت ہے بلکہ ہجرت بھی (جس کے ذریعہ سے شوکت اسلام کا آفتاب روز افزوں ترقی کرتا ہوا نمودار ہوا) اسی مبارک مہینہ میں واقع ہوئی ہے اور وفات مبارک بھی (جو کہ اُمت کے لئے عالم برزخ اور بارگاہ رب العزت میں ذریعہ صد ہزار رحمت و مغفرت ہے) اسی مہینہ میں واقع ہوئی ہے۔

قال النبی علیہ السلام ان اللہ اذا اراد رحمۃ امۃ من عبادہ قبض نبیہا قبلہا فجعلہ لہا فرطا وسلفا بین یدیہا واذا اراد ہلکۃ امۃ عذبہا ونبیہا حی فاہلکہا وہو ینظر فاقر عینیہ بہلکہا حین کذبوہ وعصوا امرہ (رواہ مسلم)

آنحضرت علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب خداوند کریم کسی اُمت پر اپنے بندوں میں سے رحمت کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے پیغمبر کو امت سے پہلے وفات دے کر اُس کو اُمت کا پیش خیمہ (سامان قیام و طعام وغیرہ درست کرنیوالا) اور آگے جانیوالا بنا دیتا ہے اور جب کسی قوم کے عذاب کا ارادہ کرتا ہے تو قوم کو پیغمبر کی زندگی میں

ہلاک کر دیتا ہے کہ پیغمبر اُن کو ہلاک ہوتے ہوئے دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا ہے کیونکہ ان لوگوں نے اس کی تکذیب کی تھی۔ اور اُس کے احکام و اوامر کا خلاف کیا تھا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد بعثت آپ کے طرزِ عمل، آپ کی تعلیم و تلقین کا وہی جذبہ منعکس ہو جانا چاہیے جس کا روشن چراغ آپ کے قلب مبارک اور روحِ پُر فتوح میں ہمیشہ نور افشاں رہا۔ امور زائدہ جو دوسروں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں میں رونما ہو گئے ہیں وہ قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔ ہماری ہمت تمام عالم انسانی کی اصلاح اور خیر خواہی کی طرف متوجہ ہونی چاہیے۔ ہم کو اس مبارک مہینہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلائی ہوئی باتوں۔ آپ کی لائی ہوئی شریعت آپ کے اوصاف حسنہ اور تعلیم وغیرہ پر کاربند ہونے اور جناب کے نمونہ پر بن جانے کے لئے عزمِ مصمم میں نہ صرف تجدید پیدا کر لینا چاہیے بلکہ اس کی عملی کارروائی بھی بڑے پیمانہ پر ہو یدا کرنی چاہیے۔ غرضکہ ہم تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے کا نشاط اور اُس کی گرمی اور قوت عزم اس ماہ میں اُسی طرح پیدا کریں جیسا کہ آپ میں تھی اور جیسی ایک سچے فدائی اور مخلص تابعدار میں ہونا چاہیے۔ غیروں سے بھی ویسا ہی طرزِ عمل اختیار کریں اور اپنوں سے بھی وہی صورت پیدا کریں۔

## اخلاق نبوی

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی مقاصد عالیہ کی غرض اور تمام عالم انسانی کی بہبودی دنیا و آخرت کی وجہ سے ہر قسم کی تکلیفیں اُٹھائیں۔ اپنی راحت اور آرام طلبی کو ترک کر دیا۔ لوگوں کی سخت و سست باتوں کی پروا نہ کی اور سہتے رہے۔ عزت و ناموس ظاہری کو خاک میں ملا دیا۔ اہل و عیال رشتہ ناتہ سب کو خیر باد کہہ دیا مگر اپنے کام اور ارادہ میں فتور نہ آنے دیا۔ دشمنوں کی گالیوں کا بدلہ صفح جمیل سے دیا۔ اُن کے مظالم کا بدلہ صبر جمیل کو قرار دیا۔ اُن کی خود غرضیوں اور جہالتوں کا عوض ہجر جمیل اور خاموشی کو بنایا۔ دشمنوں نے ہر قسم کی وحشیت اور بربریت کو اختیار کیا مگر آپ نے انصاف و عدالت و خیر خواہی اور ہمدردی ہی کو سامنے لانا ضروری سمجھا۔ اُنہوں نے رشتہ داری کو قطع کیا مگر آپ نے رشتوں کی رعایت اور صلہ رحمی میں سرمو فرق نہ

آنے دیا۔ انہوں نے نت نئے مظالم تنگ دلیاں، درندگیاں وغیرہ توڑیں مگر آپؐ نے اپنی مروت، سیر چشمی، عالی حوصلگی، بہادری، انسانیت، اخلاق حسنہ کو آخر دم تک نباہا۔ مکارم اخلاق کا وہ عملی گلدستہ پیش کیا کہ وہ وحشی قوم جو اپنی جہالت اور بد اخلاقیوں میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھی۔ مردم آزاری اور نخوۃ و غرور وغیرہ میں اُس کا پلہ تمام اقوام دنیا سے زیادہ تر بھاری تھا۔ وہ سب کی سب نہایت تھوڑی مدت میں جان، مال، عزت، اولاد سب کچھ قربان کرنے کے لئے صرف تیار ہی نہیں ہو گئی بلکہ اُس نے ایسا ثبوت دیدیا کہ جس کی نظیر ابتدائے دنیا سے آج تک، کوئی تاریخ پیش نہیں کر سکی۔ اُس کے قلوب واردات خدائے وحدہ لاشریک لہ کی محبت اور خوف سے بھر گئے۔ اُس کے ہاتھ پاؤں اور جملہ اعضا خداوندی خوشنودی کے بندے بن گئے۔ اُن میں ملکی تموج اور اخلاقی انقلاب ایسا رونما ہو گیا کہ وہ تمام اقوام عالم کے معلم اور رہنما ہو گئے۔ اُن میں اصول جہانبانی اور قوانین اصلاح عالم انسانی کے ہر ہر شعبہ نے اس طرح جگہ کر لی کہ نہایت قلیل مدت میں بحر اٹلانٹک سے لے کر ہمالیہ کی چوٹیوں تک اور کوہ ارال سے لے کر صحرائے افریقہ تک امن وامان، عدل و انصاف معرفت اور علم تمدن و سیاست عروج و ترقی پھیلا دیا۔ اقوام عالم اس صداقت اور حقانیت کو دیکھ کر برضا و رغبت اسلام کی حلقہ بگوش ہو کر یدخلون فی دین اللہ افواجا کے سماں میں آ گئیں اور پھر ان حدود سے بھی تجاوز کر کے بحر پاسفک اور بحر منجمد شمالی تک بھی اسلام کا دریا موجیں مارنے لگا

ہندوستان میں جو حالت ہم مسلمانوں کے لئے موجودہ حکومت اور برادران وطن کے معاملات کی وجہ سے نزاکت اختیار کرتی جا رہی ہے اُس کے لئے بھی ہم کو آج یہ مبارک مہینہ وہی روشنی یاد دلا رہا ہے اور اُسی چمک میں آنے کے لئے بلا رہا ہے۔ ہمارے سے لئے جو شاہراہ عمل اسلام اور اُس کے مقدس بانی نے تیار کر دی ہے اُسی کا اختیار کرنا ہمارے لئے ہر طرح موجب فلاح و بہبودی ہو سکتا ہے۔

## اسلام کا مقصد اصلاح خلق

جبکہ اسلام کا نشوونما اور اُس کا اطراف عالم میں پھیلنا محض بیماران عالم انسانی کی مداوات کی غرض سے ہوا ہے اُس کی اصلی غرض اور غایت اور توجہ محض اصلاح خلق ہے۔ ملک گیری